تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

نِدائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

۹ تا ۱۵ نومبر ۲۰۰۰ء (۱۲ تا ۱۸ شعبان ۱۴۲۱ھ)

دورِ حاضر میں اعجاز قرآنی کا ایک اہم مظہر

"... سب جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اصل اور عظیم ترین معجزہ قرآن حکیم ہے۔ خود اعجاز قرآنی کے پہلو بے شمار اور بے حد و نہایت ہیں جن کا احاطہ یا احصاء کسی فردِ بشر کے لئے ممکن نہیں۔ میرے نزدیک اس دور میں اعجاز قرآنی کا عظیم ترین مظہر یہ ہے کہ وہ کتاب جسے دنیا کے سامنے آج سے چودہ سو برس قبل عرب کے ایک اُمی شخص (صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی) نے پیش کیا تھا' آج بھی جبکہ دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے' مادی علوم انتہائی بلندی کو چھو رہے ہیں اور علم و ہنر کی دنیا میں انقلاب آ چکا ہے' نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کی جملہ ضرورتوں کو پورا کرتی ہے!

اس بات کی ایک گواہی اور شہادت علامہ اقبال مرحوم کی زندگی سے ملتی ہے۔ ایک شخص جس نے انیسویں صدی کے اواخر میں شعور کی آنکھ کھولی۔ پھر یہ بھی نہیں کہ اس نے پوری زندگی "بسم اللہ کے گنبد" ہی میں بسر کر دی ہو بلکہ وقت کی اعلیٰ ترین سطح پر علم حاصل کیا' مشرق و مغرب کے فلسفے پڑھے' قدیم و جدید تمام علوم کا مطالعہ کیا... لیکن بالآخر اس کے ذہن کو سکون ملا تو صرف قرآن حکیم سے' اور اس کی علم کی پیاس کو آسودگی حاصل ہو سکی تو صرف کتاب اللہ سے' گویا بقول خود ان کے ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی' جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

کیا اس دور میں قرآن حکیم کے "ھُدًی لِلنَّاس" ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ اور کیا یہ کافی ثبوت نہیں ہے اس بات کا کہ قرآن ہر دور اور ہر ذہنی سطح کے انسان کی فکری رہنمائی کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے؟...."

(ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف "علامہ اقبال اور ہم" سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2
☆ الھدیٰ اور فرمان نبویؐ 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ گوشۂ خلافت 6
☆ گوشۂ خواتین 7
☆ زبان خلق . . . 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ مکتوب شکاگو 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

شمارہ : 44

قیمت : 4 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

ڈیفالٹ کا خطرہ ـــــ ہمارے لئے راہِ عمل

وفاقی وزیر خزانہ نے چند روز قبل فخریہ انداز میں قوم کو یہ مژدۂ جانفزا سنایا ہے کہ ڈیفالٹ کا خطرہ ٹل گیا ہے' آئی ایم ایف کی طرف سے قسط کے اجراء کا امکان پیدا ہو چلا ہے۔ محض امکان کی بنیاد پر خوشی کے شادیانے بجانا تو اپنی جگہ ناقابل فہم ہے ہی' یہ بات بھی نہایت تعجب انگیز اور قابل غور ہے کہ ڈیفالٹ سے بچنے کو ہی معیشت کی بحالی کے مترادف سمجھ لیا گیا ہے اور گویا کسی حکومت کی کامیابی یا ناکامی کا واحد معیار بس یہی رہ گیا ہے کہ وہ اپنے عرصۂ اقتدار میں ڈیفالٹ ہونے کی ذلت آمیز تہمت سے بچنے کی اہلیت رکھتی ہے یا نہیں ـــ!!! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے!

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ اگر آئی ایم ایف ہمارے وزیر خزانہ کی توقعات کے مطابق پاکستان کو بیل آؤٹ کرنے پر تیار ہو بھی جائے تب بھی معیشت کی مجموعی صورتِ حال چنداں بہتر نہ ہو گی بلکہ اس طرح نہ صرف یہ کہ قرضوں کے بوجھ میں مزید اضافہ ہو گا بلکہ یہ چیز ہماری سسکتی' دم توڑتی معیشت کو اس کے ہولناک منطقی انجام تک مزید سرعت کے ساتھ پہنچانے کا موجب ہو گی۔ گویا ہم قومی سطح پر غالب کے اس شعر کے مصداق بن چکے ہیں کہ ؎

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہئے!

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے اکثر حکمران اس معاملے کی سنگینی کا شعور و ادراک رکھنے کے باوجود کہ سودی قرضوں کی ملعون معیشت نے ہمیں تباہی کے آخری دہانے کے کنارے تک پہنچا دیا ہے اور یہ کہ ہم اپنی معاشی بدحالی کے باعث عالمی مالیاتی استعمار یعنی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک اور ان کے سرپرست اعلیٰ انکل سام کے ہاتھوں بلیک میل ہونے پر مجبور ہیں کہ یہ خون آشام مالیاتی ادارے ہمیں اپنی من پسند شرائط پر سودی قرض دے کر ہمارے عوام کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینا چاہتے ہیں' اس ناگوار صورت حال کو بدلنے میں قطعی ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف نے جو ہیوی مینڈیٹ کے مست ہاتھی کی پشت پر سوار ہو کر اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہوئے تھے' اگرچہ وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالتے ہی یہ خوش کن نعرہ لگایا تھا کہ ہم کشکول توڑ دیں گے لیکن چند ہی روز کے بعد چشم عالم نے انہیں کشکول بدست آئی ایم ایف کے در پر دستک دیتے ہوئے دیکھا۔

کم و بیش یہی صورت حال ہمارے موجودہ حکمرانوں کی بھی ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی اگرچہ اپنی پہلی ہی پریس کانفرنس میں معیشت کی بدحالی پر گہری تشویش اور شدید تاسف کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعتراف کیا تھا کہ ہمیں سودی قرضوں کے حصول کے لئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی خوشامدیں کرنا پڑتی اور ان کی من پسند شرائط ماننا پڑتی ہیں اور اس صورت حال کو تبدیل کرنا ہماری اولین ترجیح ہو گی لیکن عملاً ان کی ٹیم انہی خطوط پر چل رہی ہے جن پر چل کر سابقہ حکمرانوں نے ملکی معیشت کو تباہی و بدحالی کی آخری منزل تک پہنچا دیا تھا۔ ڈیفالٹ ہونے سے بچ جانے کو ہی حکومتی کارکردگی کا واحد پیمانہ اور کامیابی کی معراج متصور کیا جا رہا ہے۔ اور قوم کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جس روز ہم ڈیفالٹ قرار دے دیئے گئے بس وہ قیامت کا دن ہو گا۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ سودی قرضوں کی جکڑ بندی سے نکلنے اور اس سنگین صورت حال کو ریورس کرنے کے لئے کسی انقلابی قدم کے بارے میں سوچا تک نہیں جا رہا۔

ہمارے نزدیک سابق وزیر خزانہ اور معروف دانشور ڈاکٹر مبشر حسن کی یہ تجویز نہایت معقول ہے کہ ہمیں ڈیفالٹ کا خطرہ مول لے کر قرضوں کی ادائیگی کے معاملے میں متعلقہ اداروں سے مہلت طلب کرنی چاہئے اور پھر یہ جرأت مندانہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم نہ تو سیاسی اور معاشی پالیسیوں میں امریکی ڈکٹیشن قبول کریں گے اور نہ امریکہ کے کہنے پر ملک کے اندر کوئی کارروائی کریں گے کیونکہ یہی ہمارے مسائل کی اصل جڑ ہے۔ ڈاکٹر مبشر کے نزدیک ڈیفالٹ ہونے سے کوئی قیامت نہیں آئے گی بلکہ اسی شر کے پردے سے قومی سطح پر خیر کا ظہور ہو گا۔

ڈاکٹر مبشر حسن کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ امریکہ کی صریح بے وفائی اور طوطا چشمی کے بعد ہمیں علامہ اقبال کے اسی شعر کے مصداق کہ "میرا یہ حال بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں۔ ان کا یہ حکم دیکھ مرے فرش پر نہ رینگ" ہمیں امریکہ کے بوٹ کی ٹو چاٹتے رہنے کی بجائے جرأت و ہمت سے کام لے کر اس کے تسلط سے نکلنا ہو گا۔ لیکن امریکہ سے ناطہ توڑ لینے کے بعد ہمیں کسی نہایت مضبوط سہارے کی ضرورت ہو گی۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہمارے لئے مضبوط ترین سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے تو اس حقیقت کو چودہ سو سال قبل واشگاف کر دیا تھا کہ "اے مسلمانو!" "اگر اللہ تمہاری مدد کو آ جائے (تمہارا حمایتی اور پشت پناہ بن جائے) تو دنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آ سکتی!" ـــ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ اللہ کی نصرت و حمایت کے حصول کا جو یقینی ذریعہ ہے اسے اختیار کرنے کے لئے ہم کسی طور پر آمادہ نہیں ہیں۔ وہ یقینی ذریعہ اور راستہ کونسا ہے؟ ـــ اللہ کے دین کی اقامت' شریعت کا نفاذ اور سود کا مکمل خاتمہ ـــ ہم بحیثیت قوم اس راستے پر سنجیدگی کے ساتھ قدم رکھ کر تو دیکھیں' اللہ نے چاہا تو سودی قرضوں کے منحوس گرداب میں پھنسی ہوئی ملکی معیشت کی ہچکولے کھاتی ناؤ سنبھلنے لگے گی اور بتدریج مستحکم ہو کر سرمایہ داری کے عالمی ایوانوں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دینے والی برق ثابت ہو گی۔ بس' آزمائش شرط ہے۔ OO

الہدیٰ

سورۂ فاتحہ (۸)

﴿ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ﴾

"ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں (اور کریں گے) اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (اور چاہیں گے)"۔

عبادت میں اطاعت کلی و محبت حقیقی کے ساتھ جو تیسری چیز مطلوب ہے وہ اخلاص ہے اور یہی چیز عبادت کی قبولیت کے لئے شرط لازم ہے یعنی اللہ کی عبادت اور بندگی پورے خلوص و اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اس میں کوئی ریا کاری یا دکھاوا نہ ہو اور اللہ کی رضا کے سوا اور کوئی چیز مطلوب و مقصود کے درجے میں نہ آئے۔ مطلوب صرف اللہ کی رضا اور اخروی فلاح و نجات ہو۔ اگر خلوص و للّٰہیت موجود نہیں ہے بلکہ لوگوں پر اپنی عبادت گزاری اور اپنے زہد و تقویٰ کی دھونس جمانی ہے اور اپنی نیکی کا رعب قائم کرنا ہے یا شہرت مطلوب ہے یا دنیا کی کوئی منفعت پیش نظر ہے تو یہ خلوص سے خالی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگی بلکہ یہ "شرک خفی" شمار ہوگی جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی وہ شرک کر چکا' جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا وہ شرک کر چکا' جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا وہ شرک کر چکا" اس حدیث مبارکہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے دین میں خلوص و اخلاص کی کس قدر اہمیت ہے اور ریا کی کتنی مذمت ہے اور اس کے ڈانڈے شرک سے مل جاتے ہیں۔ پوری زندگی میں پورے خلوص و اخلاص' شدید ترین قلبی محبت اور کامل اطاعت کے ساتھ عبادت کا حق ادا کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ اس میں سب سے پہلے انسان کا نفس ہی رکاوٹ بنتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست
لیکن او را عون ایں را عون نیست

یعنی فرعون کے پاس حکومت اور لاؤ لشکر تھا اس لئے اس نے زبان سے خدائی کا دعویٰ کر دیا میرا نفس بھی فرعون سے کمتر نہیں البتہ اس کے پاس لاؤ لشکر نہیں ہے! اس لئے "وہ خدائی کا زبانی دعویٰ نہیں کرتا" لیکن اندر سے وہ یہی کہتا ہے کہ میری مرضی چلے گی۔

آج ہم میں سے اکثریت کا یہ عالم ہے کہ وہ خدا کی بجائے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بندۂ خدا نہیں بلکہ بندۂ نفس ہیں۔ یہی بات سورۂ فرقان میں فرمائی گئی کہ "(اے نبیؐ!) آپؐ نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا لیا تو کیا آپؐ ایسے شخص کا ذمہ لے سکتے ہیں!

"وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کے الفاظ مبارکہ میں ایک پہلو یہ بھی پنہاں ہے کہ اے اللہ میں یہ وعدہ اور عہد تو کر رہا ہوں اور میں نے ارادہ اور عزم بھی کر لیا ہے کہ پوری زندگی تیری عبادت میں بسر کروں گا لیکن محض اپنی قوت اور طاقت کے بل پر اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں تیری اعانت' تائید و توفیق اور مدد شامل نہ ہو۔

فرمان نبویؐ

دلکش ایمان کس کا؟

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

((اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا' قَالُوْا الْمَلَائِکَةُ' قَالَ : وَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ' قَالُوْا : النَّبِیُّوْنَ ' قَالَ : وَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ عَلَیْھِمْ قَالُوْا : فَنَحْنُ قَالَ : وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ قَالَ فَقَالَ اَلَا اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَیَّ اِیْمَانًا لَقَوْمٌ یَکُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْھَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا))

(حاکم' ابویعلی فی سندہ)

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ ؓ سے دریافت فرمایا: "تمہارے نزدیک تمام مخلوقات میں سے کس کا ایمان بڑا پسندیدہ اور دلکش ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی: فرشتوں کا اس پر آپؐ نے فرمایا: وہ کیوں نہ ایمان لائیں وہ تو اپنے رب کے قرب میں ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ پھر انبیاء کا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کیوں ایمان نہیں لائیں گے' ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا پھر ہمارا ایمان دلکش ہوگا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تمہارا ایمان کیسے دلکش اور عجیب ہے تمہارے درمیان تو میں موجود ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: آگاہ رہو سب سے دلکش اور دل پسند ایمان ان لوگوں کا ہوگا جو تمہارے بعد آئیں گے وہ اللہ کی کتاب کو ایک مصحف کی صورت میں پائیں گے اور پھر اس کتاب میں جو لکھا ہوگا اس پر ایمان لائیں گے"۔

آج کے دور کے مسلمانوں کو جو واقعی اللہ کی کتاب پر ایمان لائیں اور اس کی ہدایت کے مطابق اس کے تقاضے پورے کریں' ان کے لئے کتنی بڑی خوشخبری اور خوشی کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ایمان کی تعریف فرما رہے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جس کو آپؐ نے ایک دفعہ یوں بھی فرمایا تھا کہ آج کے دور میں (جس میں رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس انسانوں کے درمیان رہنمائی کے لئے موجود تھے اور ہر موقع پر اپنے عمل سے سیدھی راہ دکھا رہے تھے) جو شخص دین کے ۱۰/۱ حصہ کو بھی چھوڑے گا تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہوگی اور ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ اگر کوئی مسلمان ۱۰/۱ حصہ پر عمل پیرا ہوگا تو بہت بڑی بات ہوگی۔ آج جس طرح مادہ پرستی چھائی ہوئی ہے اس میں اللہ کی کتاب پر ایمان لانا اور اس کے تقاضے پورے کرنا اگرچہ مشکل کام ہے۔ لہٰذا اگر ہم قرآن پر ایمان رکھیں اور مقدور بھر اس پر عمل کریں تو اس خوشخبری کا مصداق قرار پا سکتے ہیں کیونکہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ((لَا یُؤْمِنُ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ)) اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں جو اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال ٹھہرائے ہوئے ہے۔ بقول شاعر ؎

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
کتنا حسین فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

(تشریح : رحمت اللہ بٹر)

نیا امریکی صدر اور ہماری توقعات

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا تو یہ فیصلہ ہو چکا ہو گا کہ بش جونیئر یا الگور میں سے کس کے سر پر عالمی بادشاہت کا تاج سجے گا۔ ہمارے بعض کرمفرماؤں کو یہ اعتراض ہو گا کہ امریکہ کے صدر کو شہنشاہِ عالم کیوں قرار دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا کا یوں ایک ملک کے سامنے سرنگوں ہونا خود ہمارے لئے بھی بہت تکلیف دہ ہے خصوصاً اس لئے کہ اس کی اسلامی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں لیکن زمینی حقائق کو کیسے فراموش کر دیں۔ ماضی قریب اور حال پر نگاہ دوڑائیں اور عالمی صورت حال کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ نے اپنی مدمقابل سپرپاور سوویت یونین کو اپنا ایک سپاہی میدانِ جنگ میں بھیجے بغیر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہاں تک کہ معاشی بدحالی سے نجات حاصل کرنے کے لئے روس' امریکہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ برطانیہ جو بیسویں صدی کے وسط تک سپریم پاور تھا اور جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور "گریٹ برٹن" کہلاتا تھا' آج امریکہ کے اشاروں پر تگنی کا ناچ ناچ رہا ہے۔ باقی یورپ' فرانس کی سرکردگی میں امریکی پنجہ سے آزاد ہونے کے لئے پھڑپھڑاتا رہتا ہے لیکن فی الحال اسے کامیابی حاصل نہیں ہو رہی۔ مشرقی یورپ کے کس بل سوویت یونین کے ساتھ ہی نکل گئے تھے صرف سربیا میں کچھ جان تھی جو امریکہ نے کسووا کے مسلمانوں کی مدد کے بہانے نکال دی تھی۔ ایشیا میں جاپان معاشی جن بن جانے کے باوجود امریکہ کی عسکری موجودگی اپنے تحفظ کے لئے ناگزیر سمجھتا ہے۔ یوں تو عرب ممالک ایک عرصہ سے اپنی حفاظت کے لئے خود کو امریکہ کا محتاج سمجھتے تھے۔ لیکن ۱۹۹۰ء میں عراق کے خلاف جنگ کے بہانے وہ عرب میں اپنی فوج لا چکا ہے۔ لہٰذا عرب ممالک خصوصاً عرب حکمران امریکہ کی نافرمانی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ بھارت چین اور ملائشیا کو فی الحال الگ رکھیں تو باقی جنوبی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا کے حکمران صبح اٹھ کر امریکی صدر بلکہ امریکی انتظامیہ کے حضور کورنش نہ بجا لائیں تو ان کا اقتدار خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ بھارت دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے اور ایشیا میں امریکہ کی سب سے بڑی مارکیٹ اور سب سے بڑھ کر اسلامی بنیاد پرستی کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے امریکہ کی بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کا فطری حلیف ہے۔ لیکن B.J.P حکومت امریکی جال میں پھنستی جا رہی ہے اور امریکہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے بھارت کو خوفزدہ کر کے اس پر اپنی گرفت مضبوط کر رہا ہے۔ چین اپنی افرادی قوت اور اپنی اقتصادی ترقی کی وجہ سے امریکی منصوبوں اور اس کی خواہشات کے راستے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے البتہ امریکہ چین کو انتہائی پسندیدہ ملک قرار دے کر اور تجارت میں جان بوجھ کر فوائد مہیا کر کے اس پر اپنا جال پھینک چکا ہے۔ ملائشیا کو امریکہ کی نافرمانی کا مزہ چکھایا جا چکا ہے۔ اگرچہ مہاتیر محمد نے خوب مقابلہ کیا ہے لیکن بالآخر اسے اندرونی معاملات میں اتنی بری طرح الجھا دیا گیا ہے کہ ملک کی اقتصادی ترقی کی رفتار سست پڑ گئی ہے۔ افریقہ اور لاطینی امریکہ کے اکثر ممالک تہذیب و تمدن اور اقتصادی صورت حال کے حوالے سے ابھی کسی شمار میں نہیں۔

ان حقائق کو سامنے رکھیئے اور فیصلہ کریں کہ امریکی صدر عالمی بادشاہ ہیں یا نہیں۔ عجیب دلچسپ بات یہ ہے کہ

مرزا ایوب بیگ

دنیا کے امیر ترین اور طاقتور ترین ملک امریکہ کو اگر کسی حد تک کسی ملک نے ٹھکرایا ہے تو وہ شاید دنیا کا غریب ترین اور انتہائی کمزور ملک افغانستان ہے اس نے ایک اصولی فیصلہ کیا ہے کہ اسامہ بن لادن ہمارا مہمان ہے اور ہم اپنے مہمانوں کو بلاوجہ ملک بدر نہیں کر سکتے۔ اس فیصلہ پر وہ سختی سے قائم ہیں اور ہر قسم کی ترغیب و تشویق اور تباہ و برباد کر دینے کی تمام دھمکیاں نتائج کی پرواہ کئے بغیر مسترد کر دی ہیں۔

ہم پاکستانی بھی کتنے سادہ ہیں کہ اس مسئلہ پر بحث شروع کر دیتے ہیں کہ بش پاکستان کے لئے بہتر رہے گا یا الگور؟ یا پاکستان کے مفادات کا بہتر طور پر کون تحفظ کرے گا؟۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہمارے ملک میں حکومت کے بدلنے کے ساتھ ہی تمام پالیسیاں شمال سے جنوب کی طرف اور مشرق سے مغرب کی طرف رخ اختیار کر لیتی ہیں ویسے ہی شاید امریکہ میں بھی پالیسیاں شخصیات کے گرد گھومتی ہوں گی۔ ہمیں حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں ادارے مضبوط ہوں وہاں پالیسیاں سرک تو سکتی ہیں اباؤٹ ٹرن نہیں لے سکتیں اس ملک میں زید حاکم بنے یا بکر پالیسی وہی بنے گی جو ملکی مفاد میں ہو گی۔ خدا کرے ہم میں یہ سوچ پیدا ہو جائے کہ پاکستان کے مفادات کا تحفظ صرف اور صرف پاکستانی قوم خود کرے گی کوئی اور کر سکتا ہے اور نہ کرے گا۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ بش یا الگور میں سے کس کی جیت کے امکانات ہیں تو اگرچہ اتنے سخت مقابلے میں کچھ کہنا بہت دشوار ہے لیکن ہماری رائے میں بش کی جیت کے امکانات زیادہ ہیں یہ پیشین گوئی ستاروں کے حوالے سے نہیں بلکہ موجودہ عالمی صورت حال کے تناظر میں ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ داخلی مسائل ہوں تو امریکی ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں اور بیرون ملک اور عالمی سطح پر مہم جوئی درکار ہو تو امریکی ری پبلکن پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں بل کلنٹن جو ڈیموکریٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں انہیں کیوں صدر چنا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی طے شدہ اصول تو نہیں ہے' ایک تجزیہ ہے جو کسی وقت غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ بل کلنٹن نے اپنی انتخابی مہم میں اس تاثر کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور اپنی خارجہ پالیسی اور امریکہ کے عالمی سطح پر اہم رول ادا کرنے کی پرزور وکالت کی تھی اور دنیا میں امریکی مفادات کی بہتر نگہبانی کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن پھر بھی داخلی محاذ پر ان کی کارکردگی بہتر رہی اور انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ کلنٹن سے پہلے ۱۹۷۶ء میں ڈیموکریٹ کے جمی کارٹر امریکہ کے صدر منتخب ہوئے اور انہیں خارجی محاذ پر بہت ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا خصوصاً ایران کے انقلاب کے حوالے سے اور امریکی سفارت کاروں کی رہائی کے معاملہ میں وہ بری طرح ناکام ہوئے۔ جمی کارٹر کے بعد رونالڈ ریگن اور جارج بش دونوں ہی ری پبلکن پارٹی سے تعلق رکھتے تھے امریکہ کے نقطہ نظر سے عالمی سطح پر دونوں بہت کامیاب رہے۔ ان کے دورِ حکومت میں سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ ایران کو کامیابی سے عراق کے ساتھ جنگ میں الجھا کر اسلامی انقلاب ایکسپورٹ ہونے کے امکانات کو ختم کر دیا گیا۔ عراق کی جنگی قوت کا ہوا پھیلا کر عراق کویت جنگ کا ڈرامہ رچا کر امریکی فوجیں عرب میں آ گئیں تاکہ عرب

"تیل" کو کبھی بطور ہتھیار استعمال نہ کر سکیں۔ جارج بش نے ہی سب سے پہلے نیو ورلڈ آرڈر کی اصطلاح استعمال کی جو الفاظ کے ہیر پھیر سے امریکہ کی عالمی حکمرانی کا کھلا اور واضح اعلان تھا۔

آنے والے وقت میں دنیا کو سنگین مسائل کا سامنا ہے۔ "اسرائیل کی حفاظت" جو امریکی پالیسی کا کارنر سٹون ہے' اس مسئلہ کو یہودیوں نے بڑی عیاری کے ساتھ امریکی ناک کا مسئلہ بنا دیا ہے اور مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر پر کنٹرول رکھنے کے لئے اسرائیل کے وجود کو امریکہ کے لئے ناگزیر بنا دیا ہے۔ اس علاقہ میں مستقبل قریب میں دھماکہ خیز صورتِ حال پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے' افغانستان سے اٹھنے والی اسلامی بنیاد پرستی کی لہر ابھی تک ہر امریکی حکومت کے لئے درد سر بنی رہی۔ اس کے علاوہ جنوبی ایشیاء میں پاک بھارت کشیدگی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور کشمیر ایٹمی فلیش پوائنٹ بن چکا ہے۔ چین کی اقتصادی ترقی اور اس کی عسکری صلاحیت نیو ورلڈ آرڈر کے قیام میں رکاوٹ ڈالتی نظر آتی ہے۔ لہٰذا امریکی محسوس کرتے ہیں کہ انہیں ایک ایسے حکمران کی ضرورت ہے جو جارحانہ رویہ رکھتا ہو اور امن کو ریاستی قوت سے نافذ کرے۔ لہٰذا ہماری رائے میں امریکی اپنی عالمی حکمرانی کو مزید مؤثر بنانے کے لئے ری پبلکن پارٹی کو ووٹ دے کر بش کا انتخاب کریں گے واللہ اعلم۔

آخر میں ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ امریکہ میں انتخابات کی تاریخ ہر مرتبہ طے نہیں کرنی پڑتی بالکل یہ آئین ہی میں طے کر دی گئی ہے یعنی ہر لیپ سال کے نومبر میں پہلے سوموار کے بعد جو منگل آئے گا اس منگل کو ہمیشہ امریکی صدر کا انتخاب ہو گا۔ پہلے سوموار کے بعد منگل آنے کا مطلب یہ ہے کہ فرض کریں کہ یکم نومبر ہی کو منگل ہو تو پھر ۸ نومبر کو آنے والے منگل یعنی دوسرے منگل کو انتخابات ہوں گے یکم نومبر کو نہیں ہوں گے کیونکہ نومبر کے ماہ میں کوئی سوموار نہیں آیا۔ امریکہ جو کچھ بھی ہے اس کے دفاعی لحاظ سے انتہائی طاقتور اور مالی وسائل کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب کچھ امریکی قوم نے ایک دن میں حاصل نہیں کیا بلکہ اس کے لئے امریکیوں نے شدید محنت کی اور یہ محنت بڑے خلوص' جذبہ' لگن اور دیانت داری سے کی گئی۔ کوئی قوم بھی اس وقت تک سپر قوت نہیں بن سکتی جب تک اس کے افراد ذاتی سطح سے بلند ہو کر نہ سوچیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہماری شب و روز کی محنت محض اپنی ذات اور اس کی نمائش کے لئے ہے۔ ہم قومی نوعیت کا ہر کام جذباتی نعروں سے چلانا چاہتے ہیں' جو مزید چلتا نظر نہیں آتا۔

رمضان المبارک کے مہینے میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے

شعبہ سمع و بصر کی شاندار پیشکش

6 کمپیوٹر سی ڈی کا پیکیج صرف -/450

ایک سی ڈی کی قیمت -/100

چھ کمپیوٹر CD's خریدنے پر 150 روپے کی بچت

بیان القرآن

108 گھنٹوں پر مشتمل اس سی ڈی میں ڈاکٹر اسرار احمد کی آواز میں قرآن کا مکمل ترجمہ اور تشریح قرآنی متن کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ہے۔

تلاوت قرآن

دو عظیم مصری قراء قاری الشیخ محمد صدیق المنشاوی اور قاری الشیخ محمود خلیل الحصری کی آواز میں مکمل تلاوت قرآن مع متن پہلی بار کمپیوٹر سی ڈی پر پیش کیا گیا ہے

الہدیٰ

44 لیکچرز پر مشتمل اس سی ڈی میں ہمارے دین کے بنیادی تصورات پر تفصیلی گفتگو کے ساتھ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے 29 اہم خطبات جمعہ موجود ہیں۔

اسلام اور خواتین

اسلام کی معاشرتی زندگی' اسلام میں عورت کا مقام' حجاب کے بارے میں احکامات جیسے اہم موضوعات پر ڈاکٹر اسرار احمد کے 15 لیکچر پر مشتمل سی ڈی

Basic Themes of Al-Quran

انگریزی زبان میں 20 گھنٹوں کی لیکچر سیریز پر مشتمل اس سی ڈی میں ایمان' شرک' نفاق' جہاد اور خلافت جیسے کئی بنیادی موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ایک اہم خطاب پر مشتمل پہلی ویڈیو سی ڈی جس میں پاکستان اور اسلام کی تاریخ اور پاکستان میں اسلام کے مستقبل کو موضوع بنایا گیا

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنے دوستوں کو عید کارڈ کی بجائے ان کمپیوٹر سی ڈیز کا تحفہ دیجیے

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن** '36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور' فون 3-5869501

Website:www.tanzeem.org # E-mail: anjuman@tanzeem.org

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

۲۸ اکتوبر کو جامع مسجد خدام القرآن والٹن میں تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ نماز عشاء کے فوراً بعد پروگرام کا آغاز درس قرآن حکیم سے ہوا۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیات ۳۱ تا ۴۰ کی روشنی میں مہمان مدرس جناب مولانا محمد امین چترالی نے ایمان افروز گفتگو فرمائی۔

آخر میں آپ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اتنی دلجمعی سے ان کی گفتگو سنی اور بتایا کہ وہ ندائے خلافت اور میثاق باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور تنظیم اسلامی کے کام سے مطمئن ہیں۔

بعد ازاں محترم فتح محمد قریشی صاحب نے دعا کی اہمیت و فضیلت پر احادیث مبارکہ کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ وقفہ کے بعد جناب محمد مبشر صاحب نے مختصر درس حدیث دیا۔ اس کے بعد راقم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روشنی کے مینار کے عنوان سے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حالات زندگی بیان کی۔

صبح فجر کی نماز کے بعد محترم محمد عابد قریشی نے "حظ عظیم" کے موضوع پر درس قرآن دیا اور یوں شب بیداری کا یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : قرۃ العین)

جاگیرداری نظام کا خاتمہ بذریعہ شمشیر فاروقیؓ

ڈاکٹر اسرار احمد

ہمارے ہاں جاگیرداری کی جو معیبت ہے اسے شمشیر فاروقی سے ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔ جاگیرداری کے خلاف حضرت عمر فاروق ؓ کا یہ بہت بڑا اجتہاد تھا جو اجماع کی شکل اختیار کر گیا۔ ان معاشی مسائل کو اچھی طرح سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں کی مذہبی سیاسی جماعتوں نے اسلام کا نعرہ تو لگا دیا لیکن ان مسائل کو چھیڑا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں نفاذ اسلام کا بس یہی تصور ہے کہ کوڑے لگیں گے اور ہاتھ کٹیں گے!! ظاہر ہے کہ وہ اسلام سے بھاگیں گے نہیں تو اور کیا کریں گے۔ اسلامی نظام کی برکات کو تو سامنے لایا ہی نہیں گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاں کی دو مذہبی سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے انتخابی منشور میں "تحدید ملکیت زمین" کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ یعنی ایک مخصوص شرح سے زیادہ کسی شخص کے پاس زمین نہیں رہنے دیں گے۔ فرض کیجئے کہ یہ شرح ۱۲۵ ایکڑ ہے۔ تو اب جس کی ملکیت مثلاً پانچ سو ایکڑ ہے اس کی پونے پانچ سو ایکڑ کس دلیل کی بنیاد پر آپ واپس لیں گے؟ آپ کے ملک میں سپریم کورٹ کی شریعت بنچ مفصل فیصلہ دے چکی ہے کہ آپ کسی ملکیت میں سے کوئی شے جبراً نہیں لے سکتے۔ اگر کسی قومی ضرورت یا تقاضے کے تحت کوئی شے لینا ناگزیر ہو جائے تو ملک کو معاوضہ ادا کرنا ہو گا۔ گویا آپ شرعی دلیل کے بغیر ایک انچ زمین بھی نہیں لے سکتے۔

ہمارے پاس الحمد للہ دلیل موجود ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا جاگیرداری کو شمشیر فاروقی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے جاگیرداری کے خلاف اجتہاد کیا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب عراق' شام' ایران اور مصر فتح ہوئے تو اس وقت مجاہدین کی تعداد چند ہزار تھی۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد لاکھوں تک نہ پہنچی تھی۔ مجاہدین نے کہا یہ تمام زمینیں اور علاقے ہم نے فتح کئے ہیں' سب مالِ غنیمت ہیں' اس میں سے بیت المال کا حصہ صرف 1/5 ہے' باقی چار حصے جنگ میں حصہ لینے والے مجاہدین کے ہوتے ہیں' لہٰذا یہ ساری زمین اور اس کے کاشت کار مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں' کاشت کار ہمارے غلام اور زمین ہماری جاگیر ہو گی۔ ابتداء میں یہ مطالبہ حضرت بلال ؓ اور ان کے کچھ ساتھیوں نے کیا۔ پھر یہ مطالبہ زور پکڑ گیا۔ عشرۂ مبشرہ میں سے حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بھی کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق ؓ کی اجتہادی بصیرت نے عام مجاہدین کی رائے کو ناپسند کیا اور حضرت عمر ؓ کا مقام وہ ہے کہ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((الحق ینطق علی لسان عمر))

"حق عمر کی زبان سے گویا ہوتا ہے"۔

آپؐ نے مزید یہ بھی فرمایا ہے کہ:

((لو کان بعدی نبیًّا لکانَ عمر))

یعنی "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہی ہوتے"۔

چنانچہ اس نازک مسئلہ میں حضرت عمر ؓ کی بصیرت کا مشاہدہ سب ہی نے کر لیا۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر اس وقت مجاہدین کا مطالبہ مان لیا جاتا تو عالم اسلام میں دنیا کا بدترین جاگیردارنہ نظام قائم ہو جاتا۔ مگر حضرت عمر ؓ نے اس مطالبہ کی سخت مخالفت کی۔ ان کا اجتہاد قرآن پر مبنی تھا جس سے ان کے مطالعہ قرآن کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر ؓ کی اس رائے کی تائید اکابر صحابہ ؓ میں سے حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت طلحہ ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی کر رہے تھے۔ لیکن ان جلیل القدر صحابہ کی رائے کے باوجود اس معاملہ میں بہت رد و قدح ہوا۔ یہ کوئی معمولی بات تو نہ تھی۔ حضرت عمر ؓ اپنی رائے کے حق میں چٹان کی طرح کھڑے ہو گئے۔ بالآخر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے حضرت عمر ؓ نے ایک "لینڈ کمیشن" مقرر کیا۔ اس کمیشن میں کسی مہاجر کو شامل نہیں کیا کیونکہ زراعت پیشہ نہ ہونے کی وجہ سے زراعت کے مسائل سے ناواقف تھے۔ یہ حضرات مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے اور وادی غیرذی زرع میں تجارت اور کاروبار ہی ذریعہ معاش تھا۔ کمیشن میں پانچ انصاری قبیلہ خزرج میں سے اور پانچ انصاری قبیلہ اوس میں سے شامل کئے گئے۔ اس لینڈ کمیشن نے حضرت عمر ؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر اجماع ہو گیا۔ اس اجتہاد کی روشنی میں اسلامی قانون میں زمین کی مستقل دو قسمیں تا قیام قیامت وجود میں آ چکی ہیں۔

KHALID TRADERS

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

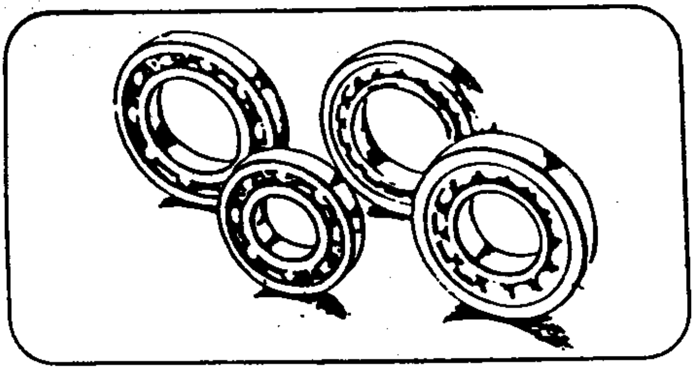

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818. Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

عورت اور اسلام

سید جلال الدین عمری

چھٹی صدی عیسویں میں حضرت محمد ﷺ کا اعلان رسالت انسانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ تھا۔ اس کے نتیجہ میں فکر و نظر کی دنیا بدل گئی اور سیرت و کردار میں انقلاب آگیا۔ انسان نے نئے ڈھنگ سے سوچنا شروع کیا اور اس کی زندگی نے نیا رخ اختیار کیا۔ اسی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ عورت کے بارے میں اس کا پورا نقطہ نظر اور عملی رویہ بدل گیا اور عورت اور مرد کے تعلقات نئی بنیادوں پر قائم ہوئے۔

اسلام سے پہلے عورت کی تاریخ مظلومی اور محکومی کی تاریخ تھی۔ اسے کم تر اور فروتر سمجھا جاتا تھا' اسے سارے فساد کی جڑ کہا جاتا اور سانپ اور بچھو سے جس طرح بچا جاتا ہے اس طرح اس سے بچنے کی تلقین کی جاتی تھی۔ بازاروں میں جانوروں کی طرح اس کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اس کی کوئی مستقل حیثیت نہیں تھی بلکہ وہ مرد کے تابع تھی۔ اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ وہ مرد کے رحم و کرم پر جیتی تھی۔ اسلام نے اس کی محکومی کے خلاف اتنے زور سے آواز بلند کی کہ ساری دنیا اس سے گونج اٹھی اور آج کسی میں یہ ہمت نہیں ہے کہ اس کی پچھلی حیثیت کو صحیح اور برحق کہہ سکے۔ اس نے پوری قوت سے کہا :

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ ﴾

(النساء : ۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے مدد طلب کرتے ہو اور رشتوں کا احترام کرو۔ بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

یہ اس بات کا اعلان تھا کہ ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان جو جھوٹے امتیازات دنیا نے قائم کر رکھے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ سارے انسان نفس واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔ سب کی اصل ایک ہے۔ پیدائشی طور پر نہ تو کوئی شریف ہے اور نہ رذیل' نہ کوئی اونچی ذات کا ہے اور نہ نیچی ذات کا۔ سب برابر اور مساوی حیثیت کے مالک ہیں۔ خاندان' قبیلہ' رنگ و نسل' ملک و قوم' زبان اور پیشہ کی بنیاد پر ان کے درمیان کسی بھی قسم کی تفریق غلط اور ناروا ہے۔

عورت اور مرد کے درمیان زمانہ قدیم سے جو فرق و امتیاز تھا یہ اس کی بھی تردید ہے۔ اس میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ انسانِ اوّل کا جوڑا کسی اور نوع سے نہیں تھا' بلکہ اسی کی نوع سے تھا۔ کوئی دوسری مخلوق اس کی رفاقت کے لئے اس کے ساتھ لگا نہیں دی گئی تھی بلکہ وہ اسی سے نکالی گئی تھی۔ اس اولین جوڑے سے بے شمار مرد اور عورتیں پیدا ہوئے' ان کے درمیان رشتے اور تعلقات قائم ہوئے اور پوری نسل انسانی پھیلی۔ اس لئے دونوں کے درمیان فرق و امتیاز نوع انسانی کے ایک بازو اور دوسرے بازو کے درمیان فرق و امتیاز ہے۔ ایک کل کے دو اجزاء کے مابین تفریق ہے۔ مساواتِ مرد و زن اور دونوں کی یکساں حیثیت کے اظہار کے لئے اس سے بہتر تعبیر کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

اسی کے ساتھ فرمایا گیا کہ سارے انسان ایک خدا کے بندے اور ایک ماں کی اولاد ہیں' اس لئے انہیں ایک طرف تو خدا کی عبادت اور تقویٰ کرنا چاہئے اور اس سے ڈر کر زندگی گزارنا چاہئے' دوسری طرف جو رشتے اور تعلقات ان کے درمیان ہیں ان کا احترام کرنا چاہئے۔ اس میں مرد کے احترام کے ساتھ عورت کے بھی احترام کی تاکید تھی۔

اسلام نے اس تصور ہی کی جڑ کاٹ دی کہ مرد اِس لئے باعزت اور سربلند ہے کہ وہ مرد ہے اور عورت محض عورت ہونے کی وجہ سے فروتر اور ذلیل ہے۔ اس کے نزدیک عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ ازلی و ابدی طور پر نہ تو کسی کی برتری لکھ دی گئی ہے اور نہ کسی کی کمتری۔ اس میں سے جو بھی ایمان اور حسن عمل سے آراستہ ہو گا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گا اور جس کا دامن بھی ان اوصاف سے خالی ہو گا وہ دونوں ہی جگہ ناکام و نامراد ہو گا۔

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ (النحل : ۹۷)

"جو شخص بھی نیک عمل کرے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت' اگر وہ مؤمن ہے تو ہم (اس دنیا میں) اسے اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ضرور اُن کے اچھے کاموں کا اجر عطا کریں گے۔"

البتہ اسلام کے نزدیک عورت اور مرد کے دائرہ کار جدا جدا ہیں۔ عورت کا میدان عمل اس کا گھر ہے اور گھر سے باہر کی دنیا مرد کی آماجگاہ ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو قرآن نے ہدایت کی اور یہی ہدایت ان تمام عورتوں کے لئے ہے جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتی ہیں۔

﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (الاحزاب : ۳۳)

"اور اپنے گھروں میں سکون سے رہو۔"

اسلام نے دو وجوہ سے عورت اور مرد کے دائرہ کار ایک دوسرے سے الگ رکھے ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس سے دونوں کی عفت و عصمت کی حفاظت ہوتی ہے۔ جب بھی دونوں ایک میدان میں کام کریں گے باعفت زندگی گزارنا ان کے لئے دشوار ہو گا۔ اگر عورت اور مرد مل جل کر درسگاہوں میں تعلیم حاصل کریں' پارکوں اور میدانوں میں کھیل کود اور تفریح میں حصہ لیں' بازاروں میں بے تکلفی اور آزادی کے ساتھ لین دین اور کاروبار کریں اور خلوت و جلوت میں بغیر کسی روک ٹوک اور پابندی کے ملتے جلتے رہیں اور پھر یہ سلسلہ دو ایک دن نہیں بلکہ سالہاسال تک دراز ہوتا چلا جائے اور اسی میں بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر بڑھاپے تک کے سارے مراحل طے ہوتے رہیں تو ان کے جنسی جذبات کا بھڑکنا اور بے قابو ہونا یقینی ہے۔ اس کے بعد وہ جنسی بے راہ روی کا آسانی سے شکار ہو سکتے ہیں۔

موجودہ دور میں جہاں کہیں اختلاط مرد و زن کی اجازت دی گئی ہے وہاں اس کا بڑا بھیانک تجربہ ہوا ہے۔ عفت و عصمت اجڑ گئی اور جنسی آوارگی وبائے عام کی طرح پھیل گئی ہے۔ اب اس کی اصلاح بھی اتنی دشوار ہو گئی ہے کہ اسے ایک ایسی سماجی برائی کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے جس سے نجات کی کوئی صورت نہیں ہے اور اس کے نتائج بد کو بھی چار و ناچار برداشت کیا جا رہا ہے۔

عفت و عصمت بظاہر ایک اخلاقی قدر ہے لیکن اس سے پورے معاشرے کا رخ متعین ہوتا ہے۔ جس معاشرہ میں عفت و عصمت کی کوئی اہمیت نہ ہو وہ آدمی کو ہر طرف سے کھینچ کر زنا اور بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور ایک خاص قسم کا کلچر' تہذیب' معاشرت' ادب اور اخلاق پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایک ایک چیز انسان کے جنسی جذبات میں آگ لگاتی اور انہیں بھڑکاتی رہتی ہے۔ اس کے برعکس جو معاشرہ عفت و عصمت کی قدر و قیمت اور عظمت محسوس کرے اس کی تعمیر ایک دوسرے ہی نہج پر ہوتی ہے۔ اس کے ہر عمل سے شرم و حیا اور کردار کی پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے اور ہر طرف تقویٰ و طہارت کی فضا چھائی رہتی ہے۔

اسلام عفت و عصمت کے معاملہ میں بڑا حساس واقع ہوا ہے۔ اس نے عورت اور مرد کے آزادانہ میل جول اور اختلاط سے سختی سے منع کیا ہے۔ وہ اس بات کو غلط سمجھتا ہے کہ عورت اور مرد ایک ساتھ مل کر کام کریں اور خود کو ایسی آزمائش میں ڈال دیں کہ اس سے نکلنا ان کے لئے مشکل ہو جائے۔ اس نے زنا اور بدکاری کے ارتکاب ہی سے نہیں بلکہ اس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ فرمایا :

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل : ۳۲)

"زنا کے قریب مت پھٹکو' اس لئے کہ وہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

عورت اور مرد کے لئے دو الگ میدانِ کار تجویز کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دونوں کی قوتیں اور صلاحیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت جسمانی طور پر مرد سے کمزور ہے۔ وہ زیادہ محنت و مشقت برداشت نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے ساتھ ایسے عوارض بھی لگے ہوئے ہیں جو اسے مسلسل اور سخت محنت سے روکتے ہیں۔ اس کی جوانی کا آغاز ہی ماہواری سے ہوتا ہے اور جب تک وہ بڑھاپے کی حدود میں داخل نہ ہو جائے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے حمل و رضاعت کے سخت اور جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ ساری کیفیات اس کی صحت' قوتِ کار اور مزاج پر اثر انداز ہوتی ہیں اور لگاتار جدوجہد اور محنت کی راہ میں مانع ہیں۔ اس لئے فطرت کا تقاضا اور عدل و انصاف سے قریب تر بات یہی ہے کہ عورت پر اس سے کچھ کم بوجھ ڈالا جائے جتنا بوجھ مرد پر ڈالا جاتا ہے۔ محنت و مشقت کے کام مرد کے سپرد کئے جائیں اور عورت کو ان کاموں میں لگایا جائے جو زیادہ محنت طلب نہیں ہیں۔ اسلام نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ عورت گھر سنبھالے اور مرد باہر کی خدمات انجام دے۔

عورت کا مزاج' رجحان اور نفسیات بھی اسی کا تقاضا کرتے ہیں۔ عورت کے اندر محبت' دلداری' ہمدردی و غم خواری' ایثار و قربانی' صبر و تحمل' حلم و بردباری اور خدمت کے جذبات مرد سے زیادہ ہیں' ان کی وجہ سے وہ اپنے ماحول کو مسرت اور خوشی' راحت' سکون' دلجوئی اور محبت سے بھر سکتی ہے۔ لیکن زندگی کے شدائد اور مشکلات کا سامنا کرنے اور ہر طرح کے نشیب و فراز میں ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں جفاکشی' عزم و ہمت' پامردی اور شجاعت جیسی صفات پائی جائیں۔ یہ صفات مرد میں زیادہ ہیں۔ گھر اور خاندان نسبتاً پر سکون ماحول فراہم کرتے ہیں۔ اس میں عورت کی خوبیاں زیادہ نکھر کر سامنے آسکتی ہیں

نامے میرے نام

محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب
مدیر ندائے خلافت
السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

شمارہ نمبر ۴۲ صفحہ نمبر ۸ میں مقام عبرت کے عنوان سے بھارتی روزنامے TRIBUNE کا تبصرہ شائع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سندھ کے حساس حالات کے تناظر میں اس قسم کا تبصرہ ندائے خلافت میں شائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ہم ندائے خلافت کو تنظیم اسلامی کی دعوت پھیلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ویسے بھی اخبارات و رسائل میں یہ تبصرے آتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تنظیم اسلامی کے رسائل میں یہ نہ بھی آئیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

الحمدللہ امیر محترم کے ہر معاملے میں توازن و حکمت کی وجہ سے پورے پاکستان میں ہماری تحریک غیر متنازعہ ہے ہم کارکن جب کہیں امیر محترم کا نام لیتے ہیں تو لوگوں کی جانب سے احترام اور تعاون کا ردعمل سامنے آتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنی دعوت پہنچانے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ خدارا سوچیں کہ یہ کتنی بڑی نقد رحمت ہر کارکن ساتھی کو میسر ہے' جس پر ہم اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

چند سال قبل سندھ میں جماعت اسلامی نے بھی MQM کے بارے میں غیر متوازن' حکمت سے خالی اور مخالفت پر مبنی پالیسی اپنائی تھی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت کے بے شمار نوجوانوں کو جانی و مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ندائے خلافت میں ایسی ہی کسی غیر محتاط تحریر کی صورت میں ہمارے رفقاء کو بھی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی دعوت ان لوگوں تک نہیں پہنچا سکیں گے۔

امید ہے اس معاملے میں آئندہ احتیاط برتی جائے گی۔

فقط والسلام
رفیق تنظیم اسلامی
عبداللہ ماجد' کراچی

☆ ☆ ☆

محترم حافظ عاکف سعید صاحب
مدیر "ہفت روزہ ندائے خلافت" لاہور
السلام علیکم ورحمتہ اللہ!
مزاج گرامی!

بزرگ رفیق شیخ جمیل الرحمن مرحوم کی رحلت کے حوالے سے آپ کا مضمون ماہنامہ "میثاق" میں شائع ہوا جس کی بجا طور پر آپ سے توقع تھی کیونکہ شیخ مرحوم کے ساتھ امیر محترم کے بعد شاید سب سے زیادہ قرب آپ کو حاصل رہا ہے۔ آپ کا مضمون مرحوم کے لئے بہترین خراج تحسین کا آئینہ دار ہے اور حق رفاقت کی ادائیگی کی ایک کامیاب کاوش بھی۔ اسی طرح کراچی سے بھائی نوید احمد کا مضمون بھی شیخ مرحوم کے ساتھ گزارے ہوئے وقت کی اچھی تصویر کشی کرتا ہے۔ البتہ امیر محترم کے قلم سے اپنے ایک دیرینہ رفیق اور قابل اعتبار دوست بلکہ محسن بزرگ کو پس از مرگ خراج تحسین کا تاحال انتظار ہے۔ مجھے امید ہے کہ امیر محترم اپنی مصروفیات سے کچھ وقت ضرور نکال کر اپنے بزرگ ساتھی کا حق رفاقت ادا کریں گے۔

"ندائے خلافت" کا معیار ماشاء اللہ بہتر ہوا ہے۔ پروف ریڈنگ میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔ الہدیٰ اور فرمانِ نبویؐ کا سلسلہ بہت عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ادارۂ تحریر کے دیگر ساتھیوں کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
آپ کا مخلص
ضمیر اختر

☆ ☆ ☆

محترم عاکف سعید صاحب
السلام علیکم' مزاج گرامی!

ندائے خلافت میں الہدیٰ' فرمانِ نبویؐ اور [illegible] خلافت اور افہام و تفہیم قابل قدر اضافے ہیں البتہ "[illegible]" کا کالم ختم کر دیا جائے۔ راقم کی رائے میں یہ صرف ایک قسم کی تضحیک ہے۔ ندائے خلافت کو بہتر بنانے پر مبارک باد قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام
فتح محمد

بقیہ : زبان خلق . . .

پیش کردہ تجاویز اور مطالبات کو لے کر اٹھیں گی۔

فوری طور پر اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اپنے اجتماعات میں اسی نوع کے "اتحاد و امت" پروگرام منعقد کریں اور اس میں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو اظہار خیال کی دعوت دیں تاکہ اتحاد و امت کی راہ ہموار ہو سکے۔ قوی امید ہے کہ جس دن تمام دینی جماعتیں باہم متحد ہو کر ایک قوت بن گئیں وہی دن ظالم حکمرانوں کے جانے کا دن ہو گا۔ تب ہی پاکستان عالمی سطح پر امت مسلمہ کی رہنمائی' قبلہ اول کی بازیابی اور مسلمان ممالک کو استعماری طاقتوں کے شکنجے سے نجات دلانے میں اپنا قائدانہ کردار ادا کر سکے گا۔ اگر یہ جماعتیں اپنا اپنا راگ الاپتی رہیں تو وہ دن دور نہیں کہ پھر عوام ان جماعتوں کو مسترد کرتے ہوئے طالبان طرز کی تحریک چلانے اور اس کی حمایت کرنے پر مجبور ہوں گے۔

تنظیم	اسلامی	کا	پیغام
نظام	خلافت	کا	قیام

جماعت اسلامی کا اتحادِ اُمت سیشن اور تنظیم اسلامی

انور کمال میو

تنظیم اسلامی نے چند سال قبل دینی جماعتوں کے اتحاد کے ضمن میں جن کوششوں کا آغاز کیا تھا' اس کی صدائے بازگشت آج بڑے ایوانوں میں بھی سنائی دے رہی ہیں۔ جماعت اسلامی کے گزشتہ ماہ اختتام اکتوبر میں منعقد ہونے والے سالانہ اجتماع عام میں تنظیم اسلامی کی طرز پر اتحاد امت کانفرنس منعقد کی گئی جس میں معروف دینی جماعتوں کے سربراہان اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔ تمام مقررین نے اتحاد امت کی ضرورت و اہمیت پر بھرپور روشنی ڈالی لیکن اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے بیس منٹ کے خطاب میں علماء کرام کے سامنے اتحاد امت اور مل جل کر انقلابی تحریک چلانے کا لائحہ عمل بھی پیش کر دیا۔

ملک خداداد پاکستان میں بیسیوں جماعتیں تو ایسی ضرور موجود ہیں جو خالص مذہبی اور دینی بنیادوں پر قائم ہیں اور پاکستان میں اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے کام کر رہی ہیں' ان میں بعض جماعتیں دینی ہونے کے ساتھ سیاسی اور نیم سیاسی بھی ہیں۔ اکثر و بیشتر جماعتیں علی الاعلان یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ پاکستان کے مقصد تخلیق کی تکمیل یعنی اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ان کے طریقہ کار میں تو معمولی اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ہدف ایک ہی ہے۔ کئی ایک جماعتیں تو ایسی ہیں جن کے طریقہ کار میں بھی کوئی خاص اختلاف نہیں اور وہ ملک میں جاری جمہوری اور سیاسی عمل کے ذریعے ہی اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہیں اور بعض محض دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف کے ذریعے ہی تبدیلی لانے کی خواہاں ہیں۔ ان دینی جماعتوں کے لئے مخلص کارکنوں کی کوئی کمی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر تنظیموں اور جماعتوں کے اجتماعات میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ جماعت اسلامی نے ایسا ہی ایک سہ روزہ اجتماع اسلام آباد سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر موٹروے چکری کے مقام پر منعقد کیا' جس میں لاکھوں مرد و خواتین نے شرکت کی۔ یہ اجتماع واقعتاً جنگل میں منگل کا منظر پیش کر رہا تھا۔ جماعت کے ذمہ دار حضرات نے وقت کی اہم ترین ضرورت کا بروقت ادراک کرتے ہوئے اس سہ روزہ اجتماع کا آخری پروگرام "اتحاد امت" کے نام سے موسوم کیا' جس میں محترم قاضی صاحب کی صدارت میں ڈیڑھ درجن سے زائد دینی جماعتوں اور مختلف مکاتیب فکر کے زعماء و علماء کرام نے اظہار خیال فرمایا۔

تنظیم اسلامی کے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو اتحاد امت سیشن میں سب سے پہلے خطاب کی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر ۱۳ اور ۱۵ کے حوالے سے فرمایا کہ اگر مقصد ایک ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دن ضرور جمع کر دے گا اور اگر کسی وجہ سے دنیا میں جمع نہ بھی ہو سکے تو یوم حشر میں تو سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا آج تک دینی جماعتیں حکومت بنانے اور گرانے میں سیاسی جماعتوں کا آلہ کار ہی بنتی رہی ہیں اور انہوں نے کبھی خالص دینی بنیادوں پر کوئی تحریک برپا نہیں کی۔ اب وقت آگیا ہے ہمیں خالص دینی بنیادوں پر باہم متحد ہو کر تحریک چلانی چاہئے۔ انہوں نے دینی جماعتوں کے سربراہان اور شرکاء اجتماع کے سامنے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ہمیں حکومت کو دو ماہ یعنی ۳۱ دسمبر تک مہلت دینی چاہئے کہ وہ ہمارے ان مطالبات کو پورا کرے ورنہ اس کے بعد تمام دینی جماعتیں مل کر خالص دینی مطالبات منوانے کے لئے بھرپور تحریک چلائیں۔ ان میں شرعی قوانین کا نفاذ 'فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار میں قدغنیں ختم کرنے اور شریعت اپیلیٹ بنچ کے ججوں کی تعداد اور شرائط ملازمت سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے مساوی کرنے' سود ختم کرنے' عائلی قوانین اسلام کے مطابق بنانے کے علاوہ آئندہ بلدیاتی انتخابات میں خواتین کا جداگانہ کوٹہ ختم کرنے کے مطالبات شامل ہیں۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کی اپیل پر شرکاء اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر ان کے مطالبات اور اعلان کی حمایت کی۔

واقعتاً اتحاد امت کی جس قدر آج ہمیں ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھی کیونکہ جس انداز سے یہود ہنود آج ہم پر چڑھائی کرنے اور ہمیں ملیامیٹ کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں ایسی صورتحال اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ مسلمانوں کے خلاف آج پوری صیہونی طاقتیں جمع ہو چکی ہیں اور ہماری بربادی کے مشورے کر رہی ہیں۔ فلسطین ہو یا کشمیر' بوسنیا ہو یا چیچنیا بلا امتیاز اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں پر ننگی جارحیت کر رہی ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواریوں نے مسلمانوں کو اپنی گرفت میں لے کر ختم کرنے کی مکمل منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ ۳۰ ہزار کے قریب امریکی فوجی عرب میں موجود ہیں جنہوں نے براہِ راست عرب ممالک پر اپنی گرفت مضبوط کر رکھی ہے اور وہ کسی طور وہاں سے نکلنے کے لئے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطین مسئلے کے بارے میں قاہرہ میں منعقد ہونے والی عرب سربراہ کانفرنس میں اسرائیلی ظلم و ستم کے خلاف محض قرارداد مذمت ہی پاس کی جا سکی۔ صرف لیبیا نے اس کانفرنس سے یہ کہہ کر بائیکاٹ کیا ہمیں اس سے آگے بھی کچھ کرنا چاہئے۔

ان حالات میں اتحاد امت کی ضرورت و اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ملک خداداد پاکستان کو اسلام کا قلعہ بھی دینی جماعتوں کے باہم اتحاد و اشتراک سے ہی بنایا جا سکتا ہے۔ کوئی دینی یا سیاسی جماعت تنہا اس ملک کو اسلام کا قلعہ نہیں بنا سکتی ہے اور نہ صیہونی طاقتوں کے اثر رسوخ سے نجات دلا سکتی ہے۔ لہٰذا دینی جماعتوں کے پاس باہم متحد ہو کر جدوجہد کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ اتحاد و اتفاق کسی بھی قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیواروں سے بنے ہوئے قلعے سے بھی زیادہ تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں جب انڈیا نے ہم پر جارحیت کی تو ہمارے پاس صرف قومی اتفاق رائے اور اتحاد و یگانگت کی دولت ہی تھی جس کے باعث انڈیا کو منہ کی کھانی پڑی۔ افغان قوم باہمی اتحاد کی بدولت دس سال تک سپر پاور سوویت یونین سے لڑتی رہی اور آخر کار اسے پارہ پارہ کر کے دم لیا۔

ملک میں بسنے والا ایک معمولی سا سوجھ بوجھ رکھنے والا عام مسلمان' ملک میں جاری و ساری نظام سے انتہائی تنگ آچکا ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ ملک کو نظام ظلم سے پاک کرنے کا دعویٰ کرنے والی جماعتیں باہم متحد کیوں نہیں ہوتیں اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر جدوجہد کیوں نہیں کرتیں؟ ہر شخص یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اگر ہماری دینی تحریکیں متحد ہو کر سعی و جہد کریں اور تحریک چلائیں تو نظام خلافت کا خواب جلد شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جماعت اسلامی اس سلسلے میں اپنا قائدانہ کردار ادا کرے گی اور دوسری جماعتیں باہم شیر و شکر ہو کر اسلامی انقلابی تحریک کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کریں گی یا ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی طرف سے

(باقی صفحہ ۸ پر)

امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کراچی (۳ تا ۴/اکتوبر ۲۰۰۰ء)

یہ ضرب المثل تو سنتے آئے تھے کہ من درچہ خیالم و فلک درچہ خیال' لیکن اس کا عملی مظاہرہ امیر محترم کے ۳-۴ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے دورۂ کراچی کے دوران دیکھنے میں آیا۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ﴿ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ ﴾ کا ظہور نہ ہوتا تو شاید مذکورہ ضرب المثل کلی طور پر درست ثابت ہو جاتی اور ایک بار پھر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ﴿ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴾ ہے۔ اس کی رحمت سے ہمیں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اس موقع پر امیر محترم کے اس عزم و ہمت کا ظہور ہوا جو اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ کاش کہ ہم میں سے ہر رفیق میں ایسا عزم اور ایسی ہمت پیدا ہو جائے جو امیر محترم کے حصہ میں آئی ہے تو اسلامی انقلاب کی نظروں سے اوجھل منزل سامنے آ جائے۔ بقول شاعر ؎

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

اورنگی ٹاؤن میں جو ایشیا کی سب سے بڑی کچی آبادی ہونے کا اعزاز رکھتی ہے کوئی دس سال قبل امیر محترم کا خطاب جمعہ محترم مولانا فیض اللہ آزاد صاحب کے مدرسہ حنفیہ ٹرسٹ کی جامع مسجد میں ہوا تھا۔ اس بار انہوں نے مہربانی فرمائی اور اپنے زیرِاہتمام مسجد امیر دولت قطر کے احاطے میں جلسۂ سیرت النبیؐ کی اجازت مرحمت فرما دی' لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ امیر محترم کے کراچی پہنچتے ہی ان پر اسہال اور قے کا حملہ ہوا اور خود ان کے اپنے الفاظ میں ہیضہ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ نتیجتاً ہمیں اس خصوصی نشست کو فوری طور پر ملتوی کرنا پڑا جو ہم نے دفتر حلقہ سے ملحق ہال میں امیر محترم کی دانشوروں کے ساتھ طے کی تھی اور جس میں پاکستان کے بارے میں امریکی تھنک ٹینک کی حالیہ رپورٹ پر تبادلہ خیالات ہونا تھا۔ ہمارے ایک کرم فرما جناب زبیر بن عمر صاحب نے اس سلسلے میں بڑی محنت کی تھی اور شہر کراچی کے ۳۵-۳۰ دانشوروں سے اس نشست میں شرکت کے لئے رابطے کئے تھے۔ امیر محترم کی اچانک علالت کی وجہ سے دیگر تمام ملاقاتیں بھی منسوخ کرنی پڑیں۔ صرف ہفت روزہ "وجود" سے انٹرویو کا ۴ اکتوبر کی صبح قرآن اکیڈمی میں اہتمام ہو سکا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ شہر کے نواحی علاقے میں واقع اورنگی ٹاؤن کے پروگرام میں امیر محترم کا پہنچنا ناممکن ہو گا۔ انجینئر نوید احمد صاحب کو ذہنی طور پر اس جلسہ سے خطاب کے لئے تیار کیا گیا لیکن ابھی محترم نوید احمد "نبی اکرمؐ سے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر تقریر کر ہی رہے تھے کہ امیر محترم تشریف لے آئے۔ حاضرین جلسہ اور خصوصاً ہمارے رفقاء کے چہروں پر حیرت و خوشی کے جذبات نمایاں تھے۔ برادرم نوید احمد نے اپنی تقریر مختصر کی اور امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع غربی جناب عابد جاوید خان صاحب نے امیر محترم کو دعوت خطاب دی۔ امیر محترم نے جن کے چہرے پر نقاہت عیاں تھی۔ پہلے تو حاضرین جلسہ سے اپنی تاخیر سے آمد پر معذرت کی اور اپنی کیفیت بیان فرمائی اور کہا کہ وہ مختصر خطاب فرمائیں گے۔ بہرحال ان کا مختصر خطاب تقریباً ایک گھنٹہ پر محیط تھا جس میں انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ سے وہی لوگ فیض حاصل کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے امیدوار ہوں' آخرت پر یقین رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ذات جن کے ذہنوں میں ہر وقت مستحضر رہتی ہو۔ اسوۂ نبی اکرمؐ ہر لحاظ سے کامل اور ہمہ گیر ہے۔ "اسوۃ الکبریٰ" دعوت' تنظیم اور جہاد و قتال پر مبنی ہے۔ قیامت سے قبل تمام روئے ارضی پر اللہ کے دین کو غالب ہونا ہے اور اس کی جدوجہد کے لئے بھی رہنمائی ہمیں اسوۂ حسنہ سے ہی ملے گی۔ اسوۂ مبارکہ پر عمل ہمارے ایمان کا تقاضا ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان کے دوران اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدہ کی تکمیل یعنی اسلامی ریاست کے قیام کا ذریعہ ہے جو دنیا کے لئے نمونہ بنے گی۔ آخر میں امیر محترم نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ دین حق کی سربلندی کی جدوجہد میں شامل ہو کر اپنا تن من دھن اس کے لئے وقف کر دیں ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ ۱۹۷۱ء کے عذاب کے بعد ۲۰۲۰ء تک عذاب کا ایک بڑا کوڑا ہماری پیٹھ پر برسے جس کی وعید ہمیں اللہ تعالیٰ امریکی تھنک ٹینک کے ذریعے دلوا رہا ہے۔ جلسہ کا آغاز رفیق محترم جناب ہمایوں اختر صاحب کے کمسن صاحبزادے عزیزم حافظ قاری فیض الرحمٰن کی تلاوت سے ہوا تھا اور انہوں نے اپنی صغر سنی کے باوجود اپنی زندگی کے پہلے جلسے میں جس اعتماد کے ساتھ سورۃ الصف کی تلاوت کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حلقہ میں قاری کی جو کمی محسوس ہو رہی تھی ان شاء اللہ مستقبل میں اس کا ازالہ ہو جائے گا۔ آخر میں مولانا فیض اللہ آزاد کی دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو جملہ شرکاء کے لئے فیض عام کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد سمیع)

☆ ☆ ☆

ندائے خلافت خریداری کوپن

میں "ندائے خلافت" کا سالانہ/ششماہی/سہ ماہی/خریدار بننا چاہتا ہوں

نام ____________________

پتہ ____________________

____

سالانہ چندہ (برائے پاکستان): 175 روپے 'ششماہی 90 روپے 'سہ ماہی 45 روپے

______ روپے بنک ڈرافٹ/منی آرڈر بھیج رہا ہوں

پتہ: ہفت روزہ "ندائے خلافت" 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501 فیکس: 5834000

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ ہزارہ ڈویژن کی ہفت روزہ دعوتی سرگرمیاں

تنظیم ذیلی حلقہ ہزارہ ڈویژن کے قیام کے ساتھ ہی ناظم حلقہ پنجاب شمالی شمس الحق اعوان صاحب کی ہدایت کے مطابق ہفت روزہ دعوتی پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں درس قرآن' ذاتی رابطے اور ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ اس سلسلے کا پہلا پروگرام کالا پانی کے تفریحی مقام پر ہوا۔ دس رفقاء پر مشتمل قافلہ ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد اس مقام پر پہنچا۔ مقامی رفقاء محمد عمران صاحب' سعید احمد اعوان صاحب' محمد شبیر صاحب اور افضل صاحب نے ہمارا استقبال کیا۔ نماز جمعہ کے بعد نائب ناظم حلقہ پنجاب شمالی مشتاق احمد ربانی صاحب نے جامع مسجد میں "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیاد" پر درس دیا۔ جس میں ۱۳۰ احباب نے شرکت کی۔ بعدازاں رفقاء کالا پانی بازار کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز عصر کے بعد راقم نے سورہ آل عمران کی آیات پر درس دیا۔ رات ۹ بجے یہ قافلہ ایبٹ آباد واپس آیا۔ ۶ ستمبر مانسہرہ کے قریب شکیاری کا پروگرام تھا۔ صبح ۹ بجے ۷ رفقاء پر مشتمل قافلہ دفتر تنظیم سے روانہ ہوا۔ راستے میں الفاران اکیڈمی کے ہیڈ ماسٹر جناب عبدالحمید صاحب اور ان کے سٹاف ممبران کے ساتھ نشست ہوئی۔ مشتاق ربانی صاحب نے انہیں تنظیم کی دعوت اور طریقہ انقلاب کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج مانسہرہ میں پروفیسر عبدالماجد اور مزید چار پروفیسرز کے ساتھ پون گھنٹہ کی نشست رہی۔ بعدازاں کالج کے طلبہ میں ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے۔ آدھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد یہ قافلہ شکیاری پہنچا' جہاں جناب عبدالحکیم اخوند زادہ صاحب کے قافلے کو خوش آمدید کہا۔ نماز عصر کے وقت چار ساتھی مرکزی جامع مسجد تشریف لے گئے جہاں نماز کے بعد ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ نماز عصر کے بعد مسجد میں مشتاق احمد صاحب نے دین و مذہب کے فرق کو بیان کیا اور بعدازاں رفقاء کے مابین بھرپور مذاکرہ بھی ہوا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نظام کی تبدیلی انقلاب کے بغیر ناممکن ہے کہ اللہ کے ہاں ہماری انفرادی عبادات قابل قبول نہ ہو۔ نماز مغرب کے بعد جناب مشتاق احمد صاحب نے سادہ الفاظ میں سورۃ العصر پر درس دیا۔ رات ۹ بجے یہ قافلہ ایبٹ آباد واپس آیا۔ شیڈول کے مطابق ۳ ستمبر کی صبح ۹ بجے ۷ رفقاء پر مشتمل قافلہ ہری پور کے لئے روانہ ہوا۔ جناب حاجی محمد آصف صاحب سے ان کی دکان پر ملاقات ہوئی۔ رفیق تنظیم منظور الٰہی صاحب سے رابطہ کرنا تھا تو آصف صاحب نے جذبہ ایثار و قربانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی دکان بند کی اور ہمارے ساتھ روانہ ہو گئے کچھ تگ و دو کے بعد منظور صاحب سے ملاقات ہو گئی اور ایک رفیق سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ نماز ظہر قریبی مسجد میں ادا کرنے کے بعد مشتاق احمد صاحب نے درس قرآن دیا۔ جناب اسد قیوم صاحب نے مختصر مگر جامع الفاظ میں فرائض دینی پر گفتگو کی۔ بعد نماز عصر مشتاق احمد صاحب نے درس قرآن دیا۔ بعدازاں ذاکر شاہ صاحب نے منہج انقلاب کے چھ مراحل دلنشین انداز میں اختصار اور جامعیت سے بیان کئے۔ جناب بصیر احمد صاحب نے ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ طاہر محمود صاحب نے دین و مذہب کے فرق کو بڑی خوبصورتی اور مثالوں سے واضح کیا۔ موصوف سکول ٹیچر ہیں اور اپنا ایک مخصوص انداز بیان رکھتے ہیں۔ اس موقع پر رفقاء سے مشورہ کے بعد اسرہ قائم کرنے کا اعلان کیا گیا اور محمد آصف صاحب کو نقیب اسرہ کی ذمہ داری دی گئی۔ منظور الٰہی صاحب اور آصف محمود صاحب نے ان کے ساتھ تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ ۱۵ ستمبر بعد نماز جمعہ دعوتی و تربیتی اجتماع کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ ہفت روزہ شیڈول کے مطابق ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان تین ستمبر کی رات کو ایبٹ آباد تشریف لائے۔ ۴ ستمبر کو صبح سات بجے روانگی ہوئی اور گورنمنٹ پرائمری سکول گردوارہ گلی ایبٹ آباد میں آمد ہوئی۔ گورنمنٹ سکولوں میں رفیق تنظیم جناب عبدالجلیل صاحب نے شمس صاحب کے خطابات کے لئے خصوصی محنت کی ہوئی تھی اور تعلیمی اداروں کے سربراہان سے وقت لے رکھا تھا۔ اس سکول میں ۱۵ اساتذہ سے تعارف ہوا۔ بعدازاں شمس الحق اعوان صاحب نے یہودی سازشیں اور ہماری ذمہ داریوں پر گفتگو کی۔

اسی روز گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۱ میں ناظم حلقہ کا خطاب ہوا۔ یہ سکول ۱۸۷۳ء میں وکٹوریہ سکول کے نام سے قائم ہوا۔ ادارے کے پرنسپل فاروق خان صاحب نے بتایا کہ انڈیا کے سابق وزیراعظم وی پی سنگھ بھی اس ادارے میں زیر تعلیم رہے۔ جسٹس سجاد احمد اور چوہدری محمد علی وائس چانسلر بھی اسی ادارے کے طالب علم تھے۔ پرنسپل آفس میں ۲۰ اساتذہ تشریف لا چکے تھے۔ جناب شمس الحق اعوان صاحب نے اساتذہ کے سامنے دین و مذہب کے مابین فرق کی وضاحت کی۔ اسی روز گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۴ کا دورہ کیا گیا پرنسپل سید نعیم الحسن صاحب نے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ یہاں بھی ناظم حلقہ نے دین و مذہب کے فرق اور فرائض دینی پر گفتگو کی۔ بعدازاں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ۴ ستمبر کی صبح ساڑھے سات بجے عرفان صاحب کے گھر روانگی ہوئی۔ آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد گورنمنٹ پرائمری سکول اسپدراری کا کول میں جا پہنچے سکول کے انچارج طارق خان صاحب اور ان کے شاف سے ملاقات ہوئی ناظم حلقہ نے ان کو تنظیم کی دعوت دی الحمد للہ طارق خان صاحب اور محمد تنویر تنظیم میں شامل ہو گئے۔ قافلہ گیارہ بجے گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۳ پہنچا ایک ہال میں ناظم حلقہ نے یہودی سازش اور ہماری ذمہ داریاں پر ۳۵ منٹ کا خطاب کیا اس موقع پر ۱۹ اساتذہ نے خطاب سماعت کیا۔ بعدازاں ناظم حلقہ مع رفقاء گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ تشریف لے گئے۔ پرنسپل صاحب سے ملاقات ہوئی ناظم حلقہ نے ہال میں دین و مذہب کے فرق اور ایک سوال کے جواب میں انقلابی طریقہ کار کی وضاحت فرمائی۔ ۳۰ اساتذہ اس نشست میں شریک تھے۔ رفیق تنظیم جناب اسد قیوم اور سعد قیوم کی خصوصی کوشش سے مدنی جامع مسجد ہڈ میں بعد نماز عصر درس قرآن بعنوان اقامت دین اور اس کا طریقہ کار واضح کیا گیا اور مسلمانوں کی ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔ رات آٹھ بجے ناظم حلقہ راولپنڈی واپس روانہ ہو گئے۔

چھ ستمبر کی صبح گورنمنٹ مڈل سکول بھیڑیاں کا دورہ کیا گیا۔ اس موقع پر عبدالباسط صاحب اور دو مزید احباب کو دعوت دی گئی کہ دین کے احکامات پر خود بھی عمل پیرا ہوں اس کی دعوت اور اقامت دین کے لئے کسی انقلابی جماعت میں ضرور شریک ہوں۔ بعدازاں نماز ظہر مسجد موسی دی ہٹی میں ادا کی گئی اسد قیوم صاحب نے آیہ بر پر درس دیا۔ نماز عصر مسجد سرداراں چونہ کاری میں ادا کی گئی' راقم نے سورۃ العصر پر درس دیا اور چھ رفقاء نے شرکت کی ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے۔

نماز مغرب جامع مسجد جلال بابا چوک ملکپورہ میں ادا کی گئی اس موقع پر نائب ناظم حلقہ مشتاق احمد ربانی صاحب نے درس قرآن دیا اور ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ رفیق تنظیم سردار محمد ثاقب صاحب کے گھران سے ذاتی رابطہ کیا گیا موصوف آج کل ایم بی اے کر رہے ہیں۔ ۷ ستمبر کو جو ہفت روزہ دعوتی اجتماع کا آخری دن تھا صبح ۱۰ بجے دفتر تنظیم اسلامی میٹنگ ہوئی جس میں رفقاء نے اس ہفت روزہ دعوتی پروگرام سے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے اور دعا کے ساتھ ہفت روزہ دعوتی پروگرام اختتام پزیر ہوا۔

(رپورٹ : ذوالفقار علی خان)

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام دعوتی و علمی نشست

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام ۳۰ ستمبر کو ایک مقامی ریسٹورنٹ میں حافظ محمد خالد شفیع کی زیر صدارت ایک دعوتی و علمی نشست بعنوان "سود کے خاتمے کا عہد ساز طریقہ" منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر طاہر ابرار (آئی سپیشلسٹ) اس نشست کے مقرر تھے۔ ڈاکٹر طاہر ابرار نے قرآن و حدیث کی روشنی میں سود کی حرمت ثابت کرتے ہوئے کہا کہ آج کی بینکنگ سراسر سود پر مبنی ہے۔ سامعین میں وکلاء' پروفیسرز' تاجر' علماء و دیگر مختلف طبقہ ہائے فکر کے لوگ شریک تھے۔ تقریب کے اختتام پر شرکاء کی تواضع بھی کی گئی۔ (رپورٹ : سجاد منصور)

اطلاعات و اعلانات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے امیر حلقہ سرحد شمالی کی سفارش پر تمر گرہ میں ایک مقامی تنظیم کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ جناب محمد فہیم صاحب کو تنظیم اسلامی تمر گرہ کا امیر مقرر کیا گیا ہے جناب احسان الودود صاحب ناظم بیت المال کے فرائض سرانجام دیں گے۔

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.44
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

مکتوب شکاگو

امریکہ میں بھارتی لابی کا پروپیگنڈہ اور پاکستانی سفارتخانے کی بے بسی

رعنا ہاشم خان

بھارتی لابی اور سفارت خانے کے ہمنوا امریکہ کے مشہور اخبار نیویارک ٹائمز نے اپنے حالیہ ۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کے اتوار کے خصوصی ایڈیشن میں بمبئی کی ایک تنظیم The People of India کی طرف سے پورے صفحے کا ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں ایک چار سالہ ہندو بچی کو خوف و ہراس کے عالم میں اپنے اس باپ کی لاش پر سر پکڑے روتے ہوئے دکھایا گیا ہے جو بہ زبان اشتہار مجاہدین کی بربریت کا سرینگر میں نشانہ بنا۔ اس اشتہار کے ذریعے نہ صرف مظلوم کشمیریوں پر بھارتی فوجوں کے ہاتھوں ہونے والے ظلم و ستم کی پردہ پوشی کی گئی ہے بلکہ اعداد و شمار کے ذریعے مجاہدین کی "تخریبی کارروائیوں" کی کچھ ایسی رپورٹ بھی پیش کی گئی ہے کہ "ریاست جموں و کشمیر میں یکم اور دو اگست کو کی جانے والی تخریب کاری کی آٹھ وارداتوں میں ۹۶ شہری قتل کر دیئے گئے' یہ اعداد مجاہدین کی تخریب کاریوں کے ان ۴۵۶۹۷ واقعات کے علاوہ ہیں جن میں وہ جنوری ۱۹۹۰ء سے ملوث ہیں۔ ان واقعات میں بھارت کے ۸۴۲۲ شہری موت کے منہ میں جا چکے ہیں اور ۱۱۳۹۲ زخمی کئے گئے ہیں۔"

ان اعداد و شمار کے عین نیچے پاکستان کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے نیویارک ٹائمز کو ۲۵ جون ۲۰۰۰ء کو دیئے گئے ایک انٹرویو کا یہ اقتباس بھی نمایاں طور پر چھاپا گیا ہے :

"مجاہدین ہرگز تخریب کار نہیں' وہ فقط جہاد کر رہے ہیں"(جنرل پرویز مشرف' ۲۵ جون ۲۰۰۰ء)

آج پوری دنیا اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ کشمیر میں اب زیادہ تر زمین قبرستان میں بدل چکی ہے۔ انٹروگیشن سینٹرز میں بے گناہ معصوم مسلمان نوجوانوں کو بھارتی فوج اذیتیں پہنچا کر موت کی نیند سلا دیتی ہے' پھر ان کی لاشوں کو گیند کی مانند ان کے گھروں کے آنگنوں میں اچھال دیا جاتا ہے۔ کشمیری مسلمانوں کی جائیدادیں اور اثاثے دن دہاڑے لوٹ لئے جاتے ہیں۔ جبر و استبداد کا شاید ہی کوئی ایسا حربہ ہو جو بھارتی فوج نے کشمیریوں پر نہ آزمایا ہو۔ رہ گئی امریکی اخبارات میں اشتہارات چھاپے جانے کی بات تو یہ امریکہ اور بھارتی میڈیا کی پرانی چال ہے' ۱۹۹۹ء میں کارگل کی لڑائی (مئی تا جولائی) کے دوران نیویارک ٹائمز' واشنگٹن پوسٹ اور ٹائمز لندن میں پاکستان کے خلاف ایک پورے صفحے کا اشتہار بیک وقت چھاپا گیا تھا' جس کا براہ راست نشانہ ہماری پاک فوج کو بنایا گیا تھا۔ اس اشتہار میں افواج پاکستان کو Rogue Army یعنی دھوکے باز فوج کہا گیا اور دہشت گرد' خطرناک' اور جمہوریت اور انسانی حقوق کا دشمن قرار دیا گیا۔ یہ اشتہار غیر معروف بھارت نواز تنظیموں نے چھپوایا تھا جنہیں بھارتی سفارت خانوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ بھارتی تنظیمیں چونکہ مغرب کے اسلامی جہادی تنظیموں سے متعلق نفرت انگیز جذبات سے واقف ہیں لہٰذا وہ مغرب کے اسلام سے لاحق خوف اور نفرت سے فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ جہاں اس قسم کے اشتہارات بھارتی لابی اور سفارت خانے کی فعالی کے منہ بولتے ثبوت ہیں' وہیں پاکستانی کمیونٹی' لابی اور سفارت خانے کی غیر فعالی' نااہلی اور جذبۂ حب الوطنی کے فقدان کی زندہ تصویریں بھی ہیں۔ بھارتی لابی سے حد درجہ مرعوب ہماری عزت مآب سفیرہ ڈاکٹر ملیحہ لودھی صاحبہ جو یہ بتانے میں تو ماہر ہیں کہ کونسا رنگ "ان" ہے' کونسے برانڈ کی سگریٹ بہترین ہے' لیکن پاکستان کا نقطہ نظر اسلامی اصولوں کے تحت واضح کرنے سے قطعی نابلد ہیں۔

آج تک کبھی کسی پاکستانی سفیر' تنظیم یا سفارت خانے کی طرف سے حقائق پر مبنی نہ کوئی اشتہار دیکھنے میں آیا اور نہ ہی کوئی بیان شائع ہوا۔ ٹھیک ہے کہ ہم دوبدو لڑنے سے گریز کرتے ہیں لیکن اپنے حق میں آواز تو بلند کر سکتے ہیں۔ سچائی کو بے نقاب کرنے کے لئے سراپا احتجاج تو بن سکتے ہیں۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہماری بے حسی اپنے عروج کا بھی عروج دیکھ رہی ہے۔ اب یہاں جو کچھ میں تحریر کرنے جا رہی ہوں' مجھے یقین ہے کہ پڑھنے والے ان سطور پر بمشکل یقین کر پائیں گے' لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پہلی اکتوبر ۲۰۰۰ء کی شام جب کہ اسرائیلی فوج کے ہاتھوں ۱۲ سالہ بچے کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تمام دنیا میں پھیل چکی تھی' اور شاید ہی کوئی آنکھ ایسی ہو جو نم نہ ہوئی ہو' لیکن شکاگو کی پاکستانی کمیونٹی نے سنگ دلی' بے حسی اور بھارتی ثقافت سے محبت کی لازوال داستان رقم کی' اسی دن رات میں شکاگو میں ہونے والے گرینڈ بھارتی فلمی اداکاروں کے شو میں پاکستانیوں کی ایک بھاری تعداد شریک ہوئی' ہال میں شو کے دوران ہندوؤں نے پاکستان کے لئے برے کلمات استعمال کئے' اور پاکستانیوں کو طعنہ دیا کہ ہم تمہارے پروگراموں میں دوربین لے کر ڈھونڈو گے' تب بھی نظر نہیں آئیں گے' لیکن تم ہمارے پروگراموں میں ڈھیٹ بن کر چلے آتے ہو' اس عزت افزائی پر چند پاکستانی واک آؤٹ کر گئے' جبکہ ایک بڑی تعداد مسلسل اداکاروں کو خراج تحسین پیش کرتی رہی۔ بھارتی شوز میں ۱۵۰ ڈالر کے ٹکٹ خریدنے والے اپنی جیبوں سے پاکستان اور اسلام مخالف اشتہارات کا توڑ کرنے کے لئے ۵ ڈالر بھی دینے سے قاصر ہیں۔ جبکہ بھارتی تنظیم کی جانب سے چھاپے جانے والے اس اشتہار میں مشتہرین نے نہ صرف اپنا ویب سائٹ کا ایڈریس دیا ہے بلکہ اس کام کو مزید جلا بخشنے کے لئے مالی امداد و تعاون کے لئے اپنا پتہ بھی چھاپا ہے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ اس کا بھرپور فائدہ حاصل ہو گا' جبکہ ایسے کسی کام میں مالی تعاون کرتے ہوئے ہمارے بجٹ متاثر ہونے لگتے ہیں' اکاؤنٹ بھائیں بھائیں کرنے لگتے ہیں' باورچی خانے ویران نظر آنے لگتے ہیں' نگاہوں کے سامنے فاقے لہرا جاتے ہیں' لہٰذا ہم کوئی کام متحد ہو کر کر ہی نہیں سکتے۔ خاص طور پر بھارتی لابی کا توڑ کرنے میں تو ہمیں خوف کے مارے ٹھنڈے پسینے آنے لگتے ہیں' نجانے ہم کو امریکہ اور بھارت کی کس بات نے مرعوب کر رکھا ہے' کونسا خوف ہم نے اپنے دلوں میں پالا ہوا ہے کہ اپنے آپ کو ذلیل ہوتا دیکھ کر بھی گونگے کے گنگ ہیں۔

اپنے فرائض دینی و ملی کو ہم نے عیش و عشرت کی لوریاں دے کر پرسکون نیند سلا دیا ہے' اسی لئے آج زہریلے پراپیگنڈے ہماری ترقی کے راستوں میں رکاوٹ بن رہے ہیں' اسلام کے مجرم ہماری آنکھوں کے سامنے جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کر رہے ہیں اور ہم اپنے ہونٹوں پر قفل ڈالے بیٹھے ہیں' اگر آج ہم نے سچائی کو بے نقاب کرنے کی کوشش نہیں کی تو پھر اس دن کیا کریں گے جب ہم اللہ کے حضور پیش ہوں گے اور قرآن کے الفاظ میں یہ منظر ہو گا :

"آج ہم ان کے منہ بند کئے دیتے ہیں' ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔" (یٰسین : ۶۵)